جلد ۳۴ | ۱۷ ماہ ظہور ۱۳۲۵ ہش | ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | ۱۷ اگست ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۹۲

## مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۶ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ساڑھے سات بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضور کی عام طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ البتہ سر چکرانے کی کسی قدر شکائت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اعصابی تکلیف میں مبتلا ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔

کل صبح دس بجے تعلیم القرآن کلاس میں پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے حقیقۃ الرویا کے موضوع پر تقریر کی۔



# یوم بدر اور مسلمان

یوم بدر (۱۷ رمضان) کے عنوان سے معاصر "زمزم" نے تاریخ اسلام کے اس نہائت اہم یوم پر بعض قابل قدر افکار کا اظہار کیا ہے۔ وہ سبق گنوانے کے بعد جو معاصر موصوف کے خیال میں اس دن سے حاصل ہو سکتے ہیں لکھا ہے کہ

"ہم سمجھتے ہیں کہ آج بھی مسلمان میدان بدر میں اعداء کفار سے محصور ہیں۔ دشمنان دین و ملت سے گھرے ہوئے ہیں۔ تعداد کی نسبت بھی قریب قریب وہی ہے۔ اور اسباب کا معاملہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھا ہے۔ پس زمین نے وسعت اختیار کر لی ہے۔ کل اسلام کا دائرہ بدر میں محصور تھا۔ آج پورے کرۂ ارض پر محیط ہے۔ لیکن اسلام پھیلا ہوا ہے تو کفر بھی پھیلا ہوا ہے۔ مگر ہاں ایک فرق ہے۔ اسلام خاموش ہے۔ اور کفر ہر طرف برسر پیکار۔ یہ میدان جنگ تلواروں سے اور نیزوں سے آباد نہیں۔ مگر تلوار سے قلم اور نیزوں سے زیادہ دور رس زبانیں مختلف انداز اور اطوار میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ اسلام بدر کی فتح کو تو بھول گیا مگر کفر کو اپنی شکست آج تک یاد ہے۔ اور وہ کبھی اور کسی وقت اس کے انتقام سے غافل نہیں ہوتا۔"

جو لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ مسلمانوں پر آج بالکل ایسا ہی نازک وقت ہے جیسا کہ بدر کے دن تھا۔ جبکہ "بظاہر اسباب مسلمانوں کا مٹ جانا نبی کریم کے نزدیک بھی یقینی سا" ہو گیا تھا۔ یہ نہیں سوچ سکتے کہ کیا آج وہ چیزیں بھی موجود ہیں۔ جو اس روز مسلمانوں کی کامیابی کا موجب ہوئیں۔ ان کی کوتاہ اندیشی پر کسے شک ہو سکتا ہے۔ جب "مسلمان آج بھی میدان بدر میں اعداء کفار سے محصور ہیں" تو قابل غور بات یہ ہے کہ کیا وہ اس محاصرہ سے زندہ بچ سکیں گے یا نہیں۔ اور ان کے بچ جانے کی امید کیونکر کی جا سکتی ہے۔ بدر کے دن اپنی قلت تعداد اور قلت سامان حرب کے باوجود مسلمان کیوں کامیاب ہو گئے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے معاصر موصوف لکھتا ہے۔ کہ "بدر کا دن تو وہ دن تھا جس میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پریشان و مضطرب تھی۔ اور یہ وہ ذات تھی۔ جس کا عرش کرسی سے براہ راست تعلق قائم تھا۔ اور یہی وہ ذات تھی جس کے لئے ساری کائنات وجود میں آئی تھی آج سجدہ ریز تھی۔ اور رب کریم کی درگاہ میں رو رو کر دعائیں کر رہی تھی۔ اور فرماتے فرماتے یہاں تک فرمایا کہ خدایا اگر یہ مٹھی بھر ترے نام لیوا آج مٹا دیئے گئے تو تو قیامت تک پوجا نہیں جائے گا۔"

اور یہی وہ چیز تھی۔ جس نے مسلمانوں کو ناکامی کے جملہ اسباب کے باوجود کامیاب کر دیا۔ اب ہر مسلمان کو اس امر پر غور کرنا لازم ہے۔ کہ جب مسلمانوں کی بے بسی اور کفار کی طاقت کی وہی نسبت موجود ہے جو بدر کے دن دونوں میں تھی۔ تو مسلمانوں کی کامیابی بلکہ زندہ بچ نکلنے کی صرف یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ آج بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کا عرش کرسی سے براہ راست تعلق تھا۔ اور جس کے لئے ساری کائنات وجود میں آئی تھی"۔ کی ذات اقدس کا کوئی بروز اور ظل موجود ہو۔ جو اسی طرح رب کریم کی درگاہ میں رو رو کر دعائیں کرے۔ اور اس قوم کے لئے اسی طرح "پریشان و مضطرب" ہو۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے دن مسلمانوں کی سلامتی کے لئے پریشان و مضطرب تھے۔

پھر سنئے آپ مانتے ہیں کہ آج بھی مسلمانوں کے لئے بدر کا دن ہے۔ آج بھی مسلمان اسی طرح کمزور ہیں۔ جس طرح بدر کے دن تھے۔ اور کفار اسی طرح طاقتور ہیں۔ جس طرح اس روز تھے۔ مسلمانوں کے پاس آج بھی سامانوں کی ویسی ہی کمی ہے جیسی بدر کے دن تھی۔ اور کفار کے پاس آج بھی ویسی ہی فراوانی ہے۔ جیسی بدر کے دن تھی۔ گویا دونوں فریق بالکل اسی حیثیت میں ہیں۔ اب اگر وہ [illegible] چیز جو بدر کے دن مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا موجب ہوئی آج مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بروز کی سجدہ ریزی اور رو رو کر دعائیں کرنا تو ہمیں بتایا جائے۔ کہ مسلمان اپنی زندگی سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اور اس واحد سامان کی غیر موجودگی میں جو بلا شک و شبہ بدر کے روز مسلمانوں کی حفاظت اور ان کی کامیابی کا ضامن تھا۔ جو شخص یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ مسلمان محفوظ ہیں اور آخر غالب آ کر رہیں گے ہم صاف گوئی کیلئے معافی چاہتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ وہ دماغی لحاظ سے قابل رحم اور جنت الحمقا میں بسنے والا ہے۔

اسلام بھی دنیا میں موجود ہے مسلمان بھی موجود ہیں۔ کفر بھی موجود ہے اور کفار بھی موجود ہیں۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح نرغہ میں لے رکھا ہے۔ جس طرح بدر کے دن لے رکھا تھا۔ مگر وہ خدا جو کہہ چکا ہے کہ وہ اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہ کرے گا اسلام کو وہ حربہ عطا نہیں کرتا۔ جو بدر کے دن اس کی سلامتی اور کامیابی کا موجب ہوا کیا اس سے یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ کہ اب خدا کو اسلام اتنا عزیز نہیں جتنا بدر کے روز تھا۔ اب اسکو زندگی اور دنیا میں اسکے غلبہ کا خواہاں نہیں جیسا کہ بدر کے روز تھا۔ حرف دو صورتیں ہیں یا تو ہمارے مسلمان بھائی اس چیز کو تسلیم کریں کہ اب اسلام خدا کا پیارا اور مقبول مذہب نہیں۔ اور یا پھر یہ تسلیم کریں کہ آج بھی اسنے اپنے پیارے مذہب کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ

ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

# حکومت روس کے سابق مشیر معاشیات سے ملاقات

## اشتراکی نظام حکومت پر دلچسپ تبصرہ

(از مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مجاہد امریکہ)

حال میں نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی میں روسی وزارت کے سابق مشیر معاشیات ڈاکٹر پال ہینسل (Dr. Paul Haensel) نے ایک لیکچر دیا۔ جس کے بعد خاکسار انکو دو دفعہ ملا۔ اور روسی نظام حکومت کے متعلق بعض سوالات دریافت کئے۔ ڈاکٹر ہینسل کے خیالات احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔

ڈاکٹر پال ہنسل ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ایل۔ ایل۔ ڈی ۱۸۷۸ء میں ماسکو میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ یونیورسٹی آف ماسکو میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ ماسکو کے سکول آف کامرس کے افسر اعلیٰ بھی رہے۔ زار کی حکومت کے زمانہ میں آپ امپیریل بنک آف رشیا کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے ممبر تھے۔ اشتراکی انقلاب کے بعد سوویٹ حکومت کے ماتحت ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۸ء تک یعنی سات سال روس کی وزارت مالیات کے معاشی مشیر کے اعلیٰ اور ذمہ وار عہدہ پر کام کرتے رہے۔ ایک لمبے عرصہ تک آپ روس کی انسٹی ٹیوٹ آف ایکانامک ریسرچ کے مالیاتی شعبہ کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۲۸ء میں روسی حکومت کے جابرانہ رویہ سے تنگ آکر مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے امریکہ آ گئے۔ آپ کی ذمہ وارانہ حیثیت اور اعلیٰ قابلیت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اگست ۱۹۲۶ء میں لیگ آف نیشنز نے انٹرنیشنل ایکانامک کانفرنس کی کمیٹی کی رکنیت کی دعوت دی۔ اس وقت تک آپ چودہ کتب تصنیف کر چکے ہیں۔ چونکہ آپ نے زار اور اشتراکیت دونوں حکومتوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ اس لئے آپ کے خیالات سے ہم روس کی موجودہ حالت کے متعلق رائے قائم کرنے کے لئے نہایت قیمتی اور وسیع معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ہینسل نے کہا۔ کہ اشتراکی دور میں لوگوں میں وسیع بے اطمینانی کی وجہ سے ۱۹۳۶ء میں روسی کانسٹی ٹیوشن میں بہت سی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ لیکن یہ تبدیلیاں محض لفظی ہیں۔ ان کے باوجود وہاں کی ڈکٹیٹر شپ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ روسی دستور کی رو سے سوویٹ حکومت صرف مزدوروں اور کاشتکاروں پر مشتمل ہے۔ باقی تمام لوگوں مثلاً مذہبی علماء کو روسی حکومت میں کوئی دخل نہیں۔ کارل مارکس نے سوشلزم کا ایک ضروری اصل یہ مقرر کیا تھا۔ کہ ہر ایک سے اسکی قابلیت کے مطابق کام لیا جائے۔ اور اس کی ضرورت کے مطابق اسے دیا جائے۔ مگر روسی دستور کے لحاظ سے ہر ایک کو اس کے کام کی مقدار کے مطابق دیا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو اپنی روزی کے لئے نہایت جانکاہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک ٹائپسٹ کو اجرت دینے کا معیار یہ نہیں۔ کہ اس نے کتنے گھنٹے کام کیا۔ بلکہ یہ کہ کتنے صفحے ٹائپ کئے۔ لوگوں کو کسی ذاتی جائیداد کا (سوائے ایک نہایت محدود مالیت کے) حق نہیں۔ اس لئے اگر محنت کر کے گزارہ سے کچھ زائد بھی کما لیں۔ تو ان کے لئے چنداں مفید نہیں ہوتا۔ زائد روپیہ حکومت کی مختلف سکیموں میں مجبوراً لگا دینا پڑتا ہے۔ جمہوری حکومتوں میں نہ صرف لوگوں کے لئے کام مہیا کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کچھ لوگوں کو کام نہ مل سکے تو حکومت ان کا خیال رکھتی ہے۔ لیکن روسی دستور میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جہاں تک روسی پارلیمنٹ کے لئے انتخابات کا تعلق ہے۔ دستور حکومت میں یہ درج ہے کہ لوگوں کو انتخاب ممبران کے متعلق پوری آزادی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اول تو کوئی غیر کمیونسٹ امیدوار کھڑا ہی نہیں ہونے دیا جاتا اور اگر کوئی کھڑا ہو جائے تو پھر اس کے حق میں ووٹ نہ دینے کے لئے مختلف ذرائع سے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں پر تمام انتخابات کثرت رائے سے نہیں بلکہ "اتفاق رائے" سے ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس "اتفاق رائے" میں افراد کی آزادیٔ رائے کا دخل نہیں ہوتا۔ امیدواروں کو حکومت کی منظور کردہ یونینز کھڑا کرتی ہیں۔

روس میں ایک نہایت جابرانہ قانون یہ ہے کہ خود روس کے لوگوں کو بھی دیہات سے روس کے بڑے بڑے چوبیس شہروں میں جانے کے لئے پاسپورٹ لینا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے روس کی دیہاتی اور شہری آبادی میں بہت کم میل جول ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے حالات کا صحیح علم نہیں ہونے پاتا۔ شہروں میں ہوٹلوں میں قیام کرنے کے لئے خاص پرمٹ لینا پڑتا ہے۔

باوجود اس کے کہ روس میں سوویٹ حکومت کو قائم ہوئے انتیس [29] سال ہو گئے ہیں۔ اب تک بھی ڈاکٹر ہینسل کی رائے میں تعلیمی معیار اتنا نیچا ہے۔ کہ ڈیڑھ کروڑ روسی اخبار تک نہیں پڑھ سکتے۔ روسی عورتوں سے اسی طرح مشقت طلب کام لئے جاتے ہیں۔ جس طرح مردوں سے۔ حتیٰ کہ انہیں کانوں میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔

روس میں کام کی اجرت بہت کم ہے۔ مگر اس کے مقابل پر ضروریاتِ زندگی کی اشیاء رشکا گو سے زیادہ مہنگی ہیں۔ پھر چیزوں پر پینسٹھ فی صدی سیلز ٹیکس (Sales Tax) ہے۔ یعنی ایک روپیہ کی چیز خریدیں تو ساڑھے دس آنے اس پر ٹیکس ادا کرنا پڑیگا۔

کتب اور اخبار کو اشاعت کی آزادی حاصل نہیں۔ روس میں کوئی کتاب حکومت کے پرمٹ کے بغیر نہیں چھپ سکتی۔ اور اخبار تو ہیں ہی سب حکومت کی اپنی ملکیت

مذہبی علماء کو سوسائٹی کے لئے ایسا ہی مضر سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ انسانی جسم کے لئے افیون کو۔ اگرچہ کانسٹی ٹیوشن میں تو یہی لکھا ہے کہ روس میں مذہب کی آزادی ہے۔ مگر عملاً اسے بری طرح دبایا جاتا ہے۔ مثلاً روسی بچوں کو سکولوں میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ مذہب ایک فضول چیز ہے۔ روس میں کوئی مذہبی تبلیغی سوسائٹی نہیں۔ البتہ حال ہی میں چند مسلمانوں کو خاص طور پر حج کے لئے مکہ بھجوایا گیا۔ اور اس کی شہرت کے لئے وہ مصر وغیرہ دوسرے عرب ممالک سے بھی ہو کر آئے واپسی پر سٹالین نے انہیں ملاقات کا خاص موقعہ دیا۔ مگر یہ محض اس سیاسی مفاد کے لئے تھا۔ کہ عرب ممالک پر روسی اثر قائم کیا جائے۔ ورنہ اس سے قبل روسیوں کو حج پر جانے نہیں دیا جاتا رہا۔

ڈاکٹر ہینسل نے اس بات کا بہت وضاحت سے اظہار کیا۔ کہ روسی بے شک اپنے ملک میں غیر ملکی لوگوں کو حتی الوسع نہیں آنے دیتے۔ مگر ظلم کی بات یہ ہے۔ کہ "ترک وطن" بھی نہیں کرنے دیا جاتا۔ اس سے بڑھ کر غلامی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی حکومت کے ماتحت رہنا نہیں چاہتا۔ تو اسے ملک بھی چھوڑنے نہ دیا جائے۔ اپنے ایک مضمون میں جو نیویارک کے ہفتہ وار اخبار دی نیو لیڈر (The New Leader) کے ۱۸ رمئی ۱۹۴۶ء کے پرچہ میں چھپا۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"افراد کی آزادی اور مذہب اور اظہار خیال کی آزادی کے لئے ترکِ وطن کا حق نہایت ضروری ہے۔ حکومتِ زار نے بھی کبھی اپنی رعایا کو ترکِ وطن سے نہ روکا تھا۔ بلکہ اس دور میں اسی لاکھ روسی ہر سال دوسرے ممالک میں آتے جاتے تھے۔ جو حکومت اس حق کو تسلیم نہیں کرتی۔ وہ ایک ظالم حکومت ہے۔"

ڈاکٹر پال ہینسل نے نہ صرف اپنی زندگی کا اکثر حصہ روس میں بسر کیا ہے۔ بلکہ وہ ایسے عہدوں پر متعین رہے ہیں۔ جہاں پر موجودہ



## یوم التبلیغ برائے مسلم اصحاب

امسال مسلم اصحاب میں تبلیغ کرنے کے لئے یکم ستمبر ۱۹۴۶ء اتوار کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ چونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لئے تمام عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ اس دن کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے بہت جلد تیاری شروع کر دیں۔ اور کسی مزید یاد دہانی کے منتظر نہ رہیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

# درس الحدیث

فرمودہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

**مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب**

(مسواک) مونہہ کو پاک رکھنے اور رب کی خوشنودی کا موجب ہے۔

یہ ایک مشہور حدیث کا ٹکڑہ ہے۔ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے باب کے عنوان میں بطور حوالہ کے نقل کیا ہے، جس میں بعض مالکیوں کے فتوے کیطرف اشارہ ہے۔ کہ بحالت روزہ ہری مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ فتوے رد کرنے کی غرض سے عنوان باب میں عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا۔ کہ وہ شمار نہیں کر سکتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ اپنی امت کو مشکل میں ڈال دوں گا۔ تو میں انہیں ضرور حکم دیتا۔ کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کی جائے۔ اس ارشاد میں روزہ دار کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ عنوان باب میں علاوہ مذکورہ بالا حوالہ جات کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک مونہہ کو پاک صاف رکھنے اور اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی کا موجب ہے، اس کے بعد ان فقہاء کے فتوے کیطرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ جن کے نزدیک روزہ میں تھوک نگلنا بھی مکروہ ہے۔ عنوان باب میں ہی اس فتوے کو عطاء بن ابی رباح اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رد کیا گیا ہے۔

اس سے قبل اور اس کے بعد جو باب قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی اس قسم کے نواقض صوم (روزہ توڑنے والی بات) کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو دراصل نواقض صوم نہیں۔ بلکہ اوہام باطلہ ہیں۔ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ اصل اور اہم مقصد سے انسان کو ہٹانے کے لئے اسے ایسے وہموں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جو دراصل اس کی ہلاکت کا موجب ہیں۔ جیسا کہ اس نے عیسائیوں کو کشاں کشاں آخر اس حد تک پہنچا دیا۔ کہ شریعت لعنت ہے۔ اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ مشار الیہ مسائل جنہیں بعض فقہا نے غلط طور پر نواقض یا مکروہ گردانا ہے۔ اور امام موصوف نے بابوں کے عنوان میں ان کی طرف اختصار کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ یہ ہیں ہنڈیا کا نمک چکھنا۔ تھوک نگلنا۔ وضو کرتے ہوئے بوقت کلی گلے میں پانی چلے جانا۔ سرمہ ڈالنا۔ کنگھی کرنا۔ تیل لگانا۔ نہانا یا سر اور جسم کو پانی سے تر رکھنا بھول کر پانی پینا۔ گلے میں مکھی کا داخل ہونا۔ بیوی سے جسم کا لگنا وغیرہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے قول وعمل کو پیش کر کے ایسے لایعنی مسائل کو رد کیا ہے۔ مسواک کرنے کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کتنا تاکیدی ہے۔ اور اس پر آپ کا اپنا عمل بھی کس قدر واضح ہے۔ بستر مرگ پر جبکہ مسواک سنبھالنے کی بھی ہاتھ میں سکت نہ تھی۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدد سے مسواک کی۔ مگر کتنے مسلمان ہیں۔ جو اس نہایت ضروری ارشاد پر عمل کرتے ہیں۔ حیوانات کے دانت صاف ہونگے مگر ان کے دانتوں پر میل کی تہیں چڑھی ہونگی۔ اور مونہہ بدبو سے بھرا ہوا ہوگا۔ لیکن روزہ ان کا اتنا نازک کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ افطاری کے وقت وہم اتنا کہ درختوں اور میناروں پر چڑھ چڑھ کر افق کے پرے جھانکنے کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ سورج ڈوبا ہے یا نہیں۔ اور کھانے پینے کے وقت شکم پری کی کوئی حد ہی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی محولہ بالا حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ جو باتیں خدا تعالےٰ کی خوشنودی کا موجب ہیں ان کیطرف نظر نہیں۔ اور ایسی باتوں کا اہتمام ہے جو اہمیت نہیں رکھتیں۔

مندرجہ حوالہ جات اور روایات سے ظاہر ہے۔ کہ صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک ایسے مسائل لغو تھے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی جو بعض صحابہ نے اس قسم کے سوال اٹھانے شروع کئے۔ مگر انہیں روک دیا گیا۔ جیسا کہ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم۔ قد سألھا قوم من قبلکم ثم اصبحوا بھا کافرین (سورۃ مائدہ رکوع ۱۴)

یہ ممانعت سوالات درحقیقت اس قسم کی موشگافیوں کے متعلق ہے۔ جن کی مثالیں ان ابواب میں بیان ہوتی ہیں۔ ان موشگافیوں سے وصال الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ روزہ سے یہ مقصود ہے کہ خواہ مخواہ جسم و جان کو دکھ میں ڈالا جائے۔ بلکہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ صیام رمضان اس لئے جاری کئے گئے ہیں۔ تا ہمیں اپنے نفس کو ہر بات میں خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت رکھنے کی مشق کرائی جائے۔

صیام رمضان کے احکام جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ اور جن کی عملی تشریح احادیث نے کی ہے۔ ان میں نہ صرف کھانے پینے اور شہوت پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ بلکہ لا تاکلوا اموالکم بالباطل... (الآیۃ) فرما کر ہماری مالی تصرفات پر بھی پابندی لگائی گئی۔ اور اس طرح اس کو بھی روزہ کی صحت کی شروط میں شامل کیا گیا ہے۔ اور پھر اس حکم پر بھی بس نہیں۔ بلکہ واد عطف (یعنی وہ حرف "واؤ" جس سے ایک دوسرے کا جوڑ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے اردو میں لفظ اور استعمال ہوتا ہے) سے (۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲) ولا تعتدوا.... (۳) وانفقوا فی سبیل اللہ (۴) ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ .... (۵) واتموا الحج والعمرۃ للہ...... (۶) ولا تحلقوا رؤسکم..... جہاد۔ زکوٰۃ۔ وصدقات اور حج کے متعلق اوامر ونواہی کا اختصار کے ساتھ ذکر کر کے روزہ کے احکام کے ساتھ ہی انہیں بھی شامل کیا گیا ہے۔ ایک حکم کرنے کے متعلق ہے۔ اور دوسرا حکم نہ کرنے کے متعلق یہ امر ونہی کے احکام ترتیب میں ایسے ہی ہیں جیسے کھانے پینے اور شہوت جنسی کے متعلق احکام کی ترتیب اور انکے بعد آخر میں فرمایا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ یعنی روزہ کا اصل مقصود یہ ہے۔ کہ ہم اپنے سارے وجود کے ساتھ خدا تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری میں داخل ہو جائیں۔ اپنا کچھ نہ رہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کی جائے شیطان کی پیروی نہ ہو۔ اور فرمایا ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ واللہ رؤف بالعباد اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر جو اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے۔ اسے اسکے ضائع ہونے کا خوف نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالےٰ تو اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ اس بیع کا مطالبہ تو اس لئے ہے۔ کہ ہمیں روحانی زندگی ملے۔ اور وصال الٰہی حاصل ہو۔

صیام رمضان کا اصل موضوع و مقصود وصال الٰہی ہے۔ اس لئے احکام مذکورہ بالا کا ذکر کرنے کے بعد اس موضوع کو اس آیت پر ختم کرتا اور فرماتا ہے ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس آئے اور ملائکہ بھی اور بات اسپر ختم ہو جائے۔ بادلوں کے سایہ میں انتظار کرنے کا مفہوم مذکورہ بالا سیاق

لوگوں کے پیش نظر یہ ہے کہ آرام اور تعیش کی زندگی بسر ہو۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں کسی قسم کی تکلیف برداشت نہ کی جائے۔ خدا تعالیٰ ویسے ہی پردہ غیب میں رہے۔ جیسے پہلے تھا۔ اور یہیں بیٹھے بٹھائے مل جائے۔ یہ راہ خدا کے پانے کی نہیں یہ تو ہلاکت کی راہ ہے۔ والی اللّٰہ ترجع الامور۔ تمام احکام کا مرجع و مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بطور جملہ معترضہ کے سیاق کلام میں فرمایا ہے۔ ویسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج۔ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون۔ اور تجھے اہلہ کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہ یہ مخصوص مہینے لوگوں کے کاروبار اور منڈیوں کے قائم کرنے کی خاطر ہیں۔ اور حج کے لئے بھی اور نیکی اس میں نہیں کہ اپنے تئیں تکلیف میں ڈال کر گھروں میں پچھواڑوں سے پھاند کر آیا جائے۔ بلکہ نیک، درحقیقت وہی ہے۔ جو گناہوں سے بچا اور جس نے خدا کو اپنا سپر بنایا۔ گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور اللہ کو سپر بناؤ۔ تاکہ تم اپنی مراد پاؤ۔

اہلہ سے مراد رجب۔ ذی القعدہ۔ ذی الحج اور محرم ہیں۔ عربوں کے ہاں یہ مقدس مہینے تھے۔ ان میں لڑائی جھگڑا ہر قسم کا فساد ظلم کرنا حرام سمجھا جاتا تھا قرآن مجید میں مختلف جگہوں میں ان مہینوں کا ذکر اشہر حرم کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ یہ عام اصطلاح چھوڑ کر اہلہ کا لفظ کیوں اختیار کیا گیا ہے؟ ھلال کے معنی وہ ہلکی اور مدھم روشنی کی دھاری ہے۔ جو شروع ماہ میں افق پر نمودار ہوتی ہے۔ ایسے ہی اس کے معنے تھوڑا پانی۔ مریل اونٹ اور ناخن پر ہلال نما سفیدی کے ہیں۔ غرض لفظ ہلال کے جتنے بھی معنے ہیں۔ ان میں قلت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور اس کی جمع دو طرح پر آئی ہے۔ اہالیل (جمع کثرت) اور اہلہ (جمع قلت) اہلہ کا لفظ کیا باعتبار معنے کے اور کیا باعتبار صیغہ کے قلت پر دلالت کرتا ہے۔ غرض بعض چھوٹے چھوٹے مسائل لوگوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی صیام رمضان کے متعلق دریافت کئے گئے۔ مقصود حقیقی کے پیش نظر ان مسائل کے ہیچ پن کو ظاہر کرنے کی غرض سے مذکورہ بالا آیت میں لفظ اہلہ اختیار کیا گیا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی دریافت کیا گیا تھا۔ کہ ان مہینوں میں روزے رکھنے کیسے ہیں۔ فرمایا یہ مہینے دنیاوی اغراض کے لئے مقدس ٹھیرائے گئے ہیں۔ اور ان میں ایک مقصد اعلیٰ کا حصول بھی ہے۔ یعنی حج اکبر جس میں انسان احرام باندھ کر اللّٰھم لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے ادھر ادھر چکر لگاتا اور اپنے خدا کو دیوانہ وار ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو پانے کا ایک ہی دروازہ مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی نفس کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھنا۔ اس اصل دروازہ سے داخل ہو۔ تکلفات سے خدا نہیں ملا کرتا۔ یہ سب تکلفات سیر روحانی میں ایسے ہی بے حقیقت ہیں۔ جیسے ہلال کی مدھم روشنی جبکہ اس کا سارا جرم تاریکی میں پڑا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اسّس نظام الدین من رمضان فانہ انزل فیہ القرآن فلما ثبتت خصوصیۃ ھذا الشھر المبارک بنظام الدین وفیہ لیلۃ القدر وھو مبدء لانوار الدین المتین وثبت ان العنایۃ الالھیۃ قد توجھت الی نظام الخیر فی رمضان واجرت الفیضان فبان ان اللّٰہ لا یتوجہ الی اعانۃ النظام فی اخر ایام الظلام الا فی ذالک الشھر المبارک للاسلام۔ (ص۲۳ نور الحق حصہ دوم)

یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے دین کا نظام رمضان سے ہی باندھا ہے۔ کیونکہ اس نے اس میں قرآن نازل کیا ہے۔ پس جب اس مہینہ کی خصوصیت نظام دین کے ساتھ ثابت ہوا۔ اور اسی مہینہ میں لیلۃ القدر ہے اور وہ (یعنی رمضان) مبدء دین کے انوار کا ہے۔ اور ثابت ہوا کہ عنایت الٰہیہ رمضان میں ہی نظام خیر کی طرف متوجہ ہوئی ہے۔ اور ابتداء فیضان کا اسی مہینے سے ہوا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اعانت نظام کے لئے تاریکی کے انتہا کے وقت صرف رمضان میں توجہ فرماتا ہے...... اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی ظاہر ہے۔ *

# یسوع ناصری اور یوحنا اصطباغی

(از مکرم شیخ عبدالخالق صاحب قادیان)

حضرت اقدس موعود مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ یوحنا۔ یسوع کا مرشد تھا۔ اور کہ یسوع نے اس سے بپتسمہ پایا۔ اس لئے یسوع پر یوحنا فضیلت رکھتا تھا۔

اس پر ایک عیسائی مسیحی اکبر مسیح نے اپنی کتاب ضربۃ عیسوی میں بہت سے دے کہے۔ لہٰذا اس کی تشریح ضروری ہے۔ تا ثابت ہو سکے۔ کہ حضور علیہ السلام نے جو کچھ لکھا درست ہے۔

یوحنا کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ ہرگز نہ مے نہ کوئی شراب پئے گا۔ لوقا ۱/۱۵۔

(ب) اپنی ماں کے بطن سے ہی روح القدس سے بھر جائیگا۔ لوقا ۱/۱۵

(ج) اگر مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ تو یوحنا معجزانہ طور پر ایسے وقت پیدا ہوا جبکہ زکریاہ اس کا باپ اور الیشع اس کی والدہ بہت بوڑھے تھے۔ اور اولاد پیدا ہونا ناممکن تھی۔ اس وجہ سے زکریاہ نے نہیں سمجھا۔ لوقا ۱/۱۹۔

(د) الیشع و زکریاہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام اور قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔ (لوقا ۱/۶)

(ک) زکریاہ ابیاہ کا ہن اور الیسبع ہارون کے خاندان سے تھے۔ لوقا ۱/۵

(س) یوحنا ایلیاہ کی روح رکھنے والا جو روحانیت میں موسیٰ کی مانند تھا۔ لوقا ۱/۱۷۔

اب یسوع ناصری بقول لوقا ۷/۳۴ شراب کو استعمال کرنے سے انکار نہیں فرماتے۔ یسوع مسیح کی والدہ پر روح القدس کا نزول بوقت پیدائش ہوا۔ مگر یسوع ماں کے بطن سے روح القدس سے بھرپور نہ تھے۔ اور بپتسمہ پانے کے بعد روح القدس سے مستفیض ہوئے۔ لوقا ۳/۲۲۔ مریم کے متعلق سوائے کنواری کے اور کوئی ایسے الفاظ نہیں جو زکریاہ و الیشع کے متعلق استعمال ہوئے۔ پھر زکریاہ و الیشع کے خاندان کے بالمقابل یسوع ناصری کے جو دو شجرہائے نسب اناجیل میں ہیں۔ وہ علاوہ ایک دوسرے کے متخالف و متضاد ہونے کے اغلاط سے پر ہیں۔ مثلاً کیا یکونیاہ کی صلبی اولاد کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ اور علاوہ ازیں آپ کے شجرہ میں تمر یہوداہ اور راحاب کا ذکر بھی ہے۔ مگر زکریاہ اور الیسبع کے شجرہائے نسب ایسے امور سے منزہ ہیں۔

اب صرف ایک سوال قابل غور ہے۔ کہ کیا شریعت اسرائیلی کی رو سے شراب حلال تھی اس کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

احبار ۱۰/۹۔ شراب و متوالی کرنے والی اشیاء حلت و حرمت میں امتیاز کھو دیتی ہیں۔ اس وجہ سے خیمہ اجتماع میں دوامی امتناعی حکم ہے اور بھی دیکھو۔ یسعیاہ ۲۸/۷ و ۵/۲۲ گنتی ۶/۳ قضاۃ ۱۳/۴ و ۱۳/۱۴ امثال ۲۳/۲۰ و ۳۱/۴ اور نیا عہدنامہ رومیوں ۱۳/۱۳ ا کرنتھیوں ۵/۱۱ و ۶/۱۰ افسیوں ۵/۱۸ ططس ۲/۳۔ پس شراب پینا گناہ ہے۔ مگر بموجب لوقا ۷/۳۴ یسوع ناصری انکار نہیں فرماتے۔ ان دنیا حالات یوحنا یسوع کے پیشرو یا مرشد تھے۔ جس کے ذریعہ یسوع نے اصطباغ لیا۔ اور بپتسمہ میں اصل بات گناہوں کا اقرار اور پھر عہد اجتناب احتراز از گناہ ہے۔ دیکھو مرقس ۱/۴ متی ۳/۶ لوقا ۳/۳ عیسائی کہتے ہیں۔ یسوع مسیح بالکل پاک تھے اور بوجہ بے باپ پیدا ہونے کے موروثی گناہ بھی اپنے اندر نہ رکھتے تھے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ ایوب کی کتاب قانونی کتاب میں شامل تھی۔ اور اس میں لکھا ہوا یسوع مسیح پڑھتے تھے۔ (مسیح خواندہ تھا لوقا ۴/۱۶ لکھ سکتا تھا یوحنا ۸/۶)

وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ہے۔ ایوب ۲۵/۴ اس لئے یسوع کو بھی بپتسمہ کی ضرورت تھی۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ راستبازی کو پورا کرنے کے لئے یسوع نے بپتسمہ پایا متی ۳/۱۵۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر راستبازی کو پورا کرنے کے لئے بپتسمہ کی ضرورت تھی۔ تو بتاؤ یوحنا اصطباغی جو یسوع کے پیشرو تھے۔ انہوں نے کس سے بپتسمہ پایا تھا حالانکہ صاف ثابت ہے کہ چونکہ یوحنا پیدائش بلکہ ماں کے بطن سے ہی روح القدس سے بھرپور تھا لوقا ۱/۱۶ اور بالکل گناہ سے پاک تھا۔ اس لئے اسکو بپتسمہ کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس واسطے اس نے کسی سے بپتسمہ نہ پایا تھا۔ مگر مسیح کو چونکہ یہ اعلیٰ مقام حاصل نہ تھا۔ اس لئے اس نے یوحنا سے بپتسمہ حاصل کیا۔ اور پھر اسے روح القدس کا انعام بخشا گیا۔ پس سچ وہی ہے جو

* کہ رمضان بطور ایک نظام کے ہے۔ جس پر شریعت اسلامیہ کا دارومدار ہے۔ حضور نے اسے مبدء الانوار الٰہیہ قرار دیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ رمضان کی عظمت و اہمیت کے مطابق ہم اپنے زاویہ نگاہ کو بلند اور اپنی عملی جدوجہد کو جاری کریں۔
خاکسار محمد احمد ثاقب واقف زندگی۔

ہمارا سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے قریب آ رہا ہے جس کے لئے ۱۸-۱۹-۲۰ $\frac{\text{اخاء ۱۳۲۵ھ}}{\text{اکتوبر ۱۹۴۶ء}}$ کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں۔ نوجوانان احمدیت کا یہ اجتماع ان کی عملی تربیت کا اظہار کرتا ہے۔ ایک تنظیم کے ماتحت یہ تین دن گذرتے ہیں مختلف مجالس کے نمائندے اس میں شامل ہو کر خدام الاحمدیہ کے پروگرام پر عمل کرنے کا طریق سیکھتے ہیں۔ یہ اجتماع اپنے فوائد کے لحاظ سے جسقدر اہم اور ضروری ہے اس کے متعلق کچھ زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے خصوصیت سے اس اجتماع کو ایسے دنوں میں مقرر فرمانے کا ارشاد فرمایا ہے جبکہ جماعت میں اور کوئی اجتماع نہ ہو رہا ہو۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ یہ اجتماع صرف نوجوانوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

اکتوبر ۱۹۴۲ء کے اجتماع پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس بات پر خاص زور دیا تھا کہ اس اجتماع میں تمام مجالس کے نمائندے شامل ہوں۔ بے شک ہر خادم نہیں آسکتا۔ مگر ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ اور اس کے لئے حضور نے بعض اصول بھی مقرر فرمائے تھے جن کی روشنی میں مجلس عاملہ مرکزیہ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ہر مجلس اپنے اراکین کی تعداد کی نسبت سے ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ ضرور بھیجے۔ یہ نمائندے منتخب ہوں جو یہاں آکر شوریٰ اور انتخاب صدر کے موقعہ پر اپنی مجالس کی نمائندگی کریں۔

مگر اس کے ساتھ ہی غیر نمائندوں کو شمولیت سے محروم نہیں کیا گیا۔ جو خدام شوق سے اجتماع میں شرکت کے لئے آنا چاہیں وہ آسکتے ہیں۔ بلکہ ہر خادم کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ وہ اس اجتماع میں شریک ہو۔

پس مجالس اور خدام اس اجتماع میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ مگر ہر مجلس کے لئے اپنی تعداد کے لحاظ سے نمائندگان کو شامل کرنا ضروری ہے۔ گذشتہ سال بیرونی خدام اور نمائندگان کی تعداد تھوڑی تھی جس پر حضور نے حیرت کا اظہار فرمایا تھا۔ اس سال ہمیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اپنے عمل سے حضور پر ثابت کرنا چاہیئے کہ

**اے آقا! ہم خادم ہیں۔ اور حضور کا قرب حاصل کرنے کے اس قیمتی موقع کو ضائع کرنے کیلئے تیار نہیں۔ ہم حضور کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں۔**

**قائدین مجالس!** ابھی سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ خدام میں اجتماع شمولیت کے لئے زیادہ سے زیادہ تحریک کریں۔ نمائندگان کا انتخاب کر کے ان کے ناموں سے مرکز کو اطلاع دیں۔

خدام! اس اجتماع میں ـــــ اپنے قومی اجتماع ـــــ میں پوری تیاری کے ساتھ شامل ہوں ـــــ اپنے لئے ضروری سامان تیار کریں ـــــ ورزشی مقابلوں میں ـــــ اخلاقی مقابلوں میں ـــــ علمی مقابلوں میں شمولیت کے لئے تیار ہوں ـــــ اجتماع میں اس کی برکات حاصل کرنے کی نیت سے شامل ہوں ـــــ اپنے اوقات کو ضائع نہ کریں ـــــ قادیان آکر قادیان کے آداب کو ملحوظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔

خاکسار: (چوہدری) عزیز احمد قائمقام معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

# ظہور مہدی موعود

## از مکرم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

قرآن مجید کی آیت و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ سے ظاہر ہے۔ کہ چودہویں صدی میں دین اسلام کے لئے نصرت خداوندی کا ظہور بوساطت امام مامور ہوگا۔ جو آفتاب رسالت کے انوار قدسیہ سے اسی طرح منور ہوگا۔ جس طرح سورج سے کسب ضیاء کر کے چاند۔ بدر کامل بنتا ہے۔ اور یہ اس زمانے میں ہوگا جب مسلمان جسمانی و روحانی طور پر کمزور ہو کر مثل ہلال بن چکے ہوں گے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشائخ و علماء پر یہ حقیقت خوب واضح تھی۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب جو دینی و دنیوی اعتبار سے بہت بڑی وجاہت و فضیلت رکھتے تھے۔ اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴ پر لکھتے ہیں

بعض از مشائخ و اہل علم گفتہ اند۔ کہ خروج او (مہدی موعود) بعد از دہ صد دوازدہ صد سال از ہجرت شود و نہ از سیزدہ صد تجاوز نکند

یعنی کئی مشائخ و اہل علم کہتے ہیں۔ کہ حضرت امام مہدی کا ظہور دس صد یا بارہ سو ہجری کے بعد ہوگا۔ اور تیرھویں صدی سے تو آگے نہیں جائیگا۔

پھر ارقام فرماتے ہیں:-

چوں از ابتدائے قرن کہ در شمار جمل از سنین ہجری مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم سیزدھم است نود سال گذشتہ و مہدی در عالم ظاہر نہ شد بخاطر مے رسد کہ شائد بر سر صد چہار دہم ظہور او اتفاق افتد (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۵)

یعنی تیرھویں صدی سے نوے سال گذر رہے ہیں۔ ابھی تک ظہور مہدی نہیں معلوم ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ چودہویں صدی کے سر پر ہوگا۔ نواب صاحب تو چل بسے مگر مشہور روایات کی بناء پر جو کچھ کہا ٹھیک تھا ۱۲۹۰ھ ہجری میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں اور چودہویں صدی کے سر پر آپ نے اعلان فرما دیا۔ کہ آنے والا مامور میں ہی ہوں۔ جو مہدی موعود اور مسیح موعود ہے (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ)

یہ پیشگوئی قمری حساب سے بھی پوری ہوئی۔ اور شمسی حساب سے بھی۔ چنانچہ حضور کے حسن و احسان میں نظیر جو دہ بھی موجود مسیحی نفس اور ہادی و مہدی ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۱۱ء عیسوی مطابق ۱۲۹۰ شمسی ہجری "وہ مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے" مضمون صداقت مشحون لکھ کر اپنا اصلاحی کام شروع کرتے ہیں۔ اور جلد ہی مقام خلافت پا گئے ہیں اس طرح پر ثابت ہوا کہ ظہور مامور کے لئے یہی صدی اور یہی زمانہ مقدر تھا۔ اور اس سے تجاوز نہیں کر سکتا مبارک وہ جو آپ پر ایمان لائے۔ اور وہ بھی ان کے لئے جو کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا به کے مصداق ہوئے

# میر کلیم اللہ صاحب شمبوگا کا قابل تقلید نمونہ

میر صاحب حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں

آج حضور عالی کا ۳۰ جون کا ارشاد جو ۱۷ جولائی کے اخبار الفضل میں شائع ہوا میری نظر سے گذرا۔ تمام جماعت کو پڑھ کر سنایا گیا۔ جس سے سامعین کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا۔ انشاء اللہ مخلصین تحریک جدید کے بارھویں سال میں مزید اضافہ کریں گے۔ حضور عالی! میرا اور میری اہلیہ صاحبہ کا ارادہ ادائے فرض حج کے لئے جہاز کے سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا تھا۔ جب میں نے حضور کا یہ ارشاد پڑھا۔ تو بڑی رقت ہوئی۔ میرے آرام سے سفر کرنے کے مقابلہ میں مفاد اسلام مقدم سمجھ کر میں نے سیکنڈ کلاس کی بجائے ڈیک میں سفر کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس کی بچت تقریباً ایک ہزار ہوگی۔ جو حضور کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ پیش ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قلم مبارک سے اس خط پر جزاکم اللہ احسن الجزاء تحریر فرمایا۔ احباب کرام کو واضح طور پر حضور کے ارشادات سے معلوم ہو چکا۔ کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بیرونی ممالک میں پے در پے جو وقفین جا رہے ہیں۔ ان کے اخراجات اور سامان کا مہیا کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ پس دفتر اول کے بارھویں سال کے مجاہدوں کو چاہیئے۔ کہ بارھویں سال کے وعدوں میں شاندار اضافہ کریں۔

واضح رہے۔ کہ جن جماعتوں اور افراد کا چندہ تحریک جدید دفتر اول کے بارھویں سال یا دفتر دوم کے سال دوم کا ۲۹ رمضان المبارک تک مرکز میں پہنچ جائے گا۔ یا مقامی جماعت میں داخل ہونے کی اطلاع فنانشل سیکرٹری تحریک جدید کو کر دی جائے گی ان کا نام بھی حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

# حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم تحریک

تبلیغ کالج کی تحریک کا جماعت احمدیہ کی روحانی ترقی اور مقصد علمی کے ساتھ خاص تعلق ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے دو لاکھ روپیہ کی تحریک فرمائی ہے اس وقت تک صرف ۱۲۰۴۵۶/۴/۳ روپیہ کے وعدے موصول ہوئے ہیں۔ اور اب وعدوں کی رفتار بہت سست ہو چکی ہے جو ایک زندہ جماعت کے شایان شان نہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والی جماعت اپنے طریق عمل پر غور کرے اور اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے ان ترقیات کو جو جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں تاخیر میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لینے والے ہوں۔ دفتر ہذا کے علم میں بہت سے افراد اور جماعتیں ہیں جن کے وعدے یا تو موصول نہیں ہوئے یا ان کی حیثیت کے مطابق نہیں ان کو علیحدہ خطوط بھی لکھے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ ایسی جماعتیں اور احباب اپنی حیثیت کے مطابق جلد از جلد وعدے ارسال کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

## درخواست دعا

میرے والد بزرگوار حضرت مولوی قطب الدین صاحب حکیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں کئی سال سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ میرے بھائی کیپٹن محمد یوسف صاحب نئی دہلی کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت بھی خراب رہتی ہے میرا لڑکا محمد داؤد عرصہ دو سال سے بعارضہ تپ دق بیمار ہے۔ احباب ان سب کیلئے دعا فرمادیں۔ خاکسار محمد اسمٰعیل خلف مولوی قطب الدین صاحب حکیم۔









خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔
(منیجر)

# تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

کلکتہ ۱۵ اگست۔ ملٹری اکاؤنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری کا بیان ہے کہ کل سے مشرقی کمانڈ کے چالیس ہزار فوجی کلرک ہڑتال کر دیں گے۔

کلکتہ ۱۵ اگست۔ امپیریل بنک کے ہیڈ آفس کے صدر دروازے پر آج ہڑتالی صبح سے پکٹنگ کر رہے تھے۔ اور جب انہوں نے یورپین افسروں اور اینگلو انڈین افسروں کو اندر جانے سے روکنا چاہا۔ تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا جس کی وجہ سے ۲۰ آدمی جن میں نو عورتیں بھی شامل ہیں۔ زخمی ہوئے۔ سٹاف ایسوسی ایشن کے بیان کے مطابق مسلح رجمنٹوں اور پولیس کی گاڑیاں لائی گئیں۔ پولیس نے ہڑتالیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ اور ان کو زبردستی منتشر کرنے کی کوشش کی۔

واشنگٹن ۱۵ اگست۔ حکومت برطانیہ نے امریکہ سے استدعا کی کہ وہ فلسطین میں غیر قانونی تارکان وطن کے داخلہ کو روکنے کے لئے اس سے تعاون کرے۔ امریکی دفتر خارجہ اس پر غور کر رہا ہے۔ برطانیہ نے یہ بھی شکایت کی ہے کہ امریکہ میں خفیہ یہودی انجمنیں سرگرم عمل ہیں۔ جو پراپیگنڈا کے ذریعہ یہودیوں کو اکسا رہی ہیں۔

نیویارک ۱۵ اگست۔ روس کے سرکاری نمائندے نے جس نے بکینی پر ایٹم بم کے تجربہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ سان فرانسسکو میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ روس میں بھی مستقبل قریب میں ایٹم بم کے ایسے ہی تجربات کئے جائیں گے۔

لاہور ۱۵ اگست سونا ۹۶ روپے۔ چاندی ۱۶۲ روپے۔ پونڈ ۶۵ روپے۔

امرتسر سونا ۹۵/۴/۰۔ چاندی ۱۶۲/۰/۰ پونڈ ۶۵/۰/۰۔

لائل پور ۱۵ اگست۔ گندم دڑہ ۹/۱۴/۰ فارم ۹/۱۴/۰۔ گڑ ۲۳/۰/۰ سے ۲۵/۰/۰ شکر ۲۵/۰/۰ سے ۲۶/۰/۰۔ گھی دیسی ۱۹۰/۰/۰ روپے۔

کلکتہ ۱۵ اگست۔ بنگال کے پرائمری سکولوں میں تعلیم دینے والے سوا لاکھ مدرسین نے یکم ستمبر سے ہڑتال کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ ان مدرسین کا موجودہ گریڈ ۶ تا ۱۰ روپے ہے۔ مدرسین نے ۴۰ تا ۱۵ روپے کے [illegible] کا مطالبہ کیا ہے۔

دہلی ۱۶ اگست۔ آج پنڈت نہرو نے اخباری نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے عبوری حکومت میں مسلم لیگ کو شامل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ مگر افسوس کہ لیگ اس پر آمادہ نہیں ہوئی۔ لیگ کے اس انکار کے باوجود ہم صلح کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ اور ہر موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صلح کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ چونکہ حکومت کی ساری ذمہ واری کانگرس پر ہوگی۔ اس راہ میں ہمیں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ نئی تجاویز کی رو سے وائسرائے کے موجودہ اختیارات میں قانونی لحاظ سے کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ لیکن آئینی طور پر وہ صرف ایک ہیڈ کے فرائض سرانجام دے گا۔ اگر لیگ نے اس حکومت سے عدم تعاون کرتے ہوئے ڈائریکٹ ایکشن شروع کیا تو دو ہی صورتیں ہوں گی۔ اگر حکومت کمزور ہوئی تو اسے جھکنا پڑے گا اور اگر مضبوط ہوئی تو مخالفت کو دبا دے گی۔

امرتسر ۱۶ اگست۔ سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ وزارتی سکیم کو منظور کرنے کے بارہ میں پنتھک بورڈ کا فیصلہ متفقہ طور پر نہیں ہوا۔

ٹوکیو ۱۵ اگست۔ سقوط جاپان کی پہلی سالگرہ کے موقعہ پر جاپانی رئیس الوزارت مسٹر یوشیدا نے آج جاپانی قوم کے نام پیغام براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ جاپان کے نئے دستور کا مسودہ جاپان کے درخشاں مستقبل کا یقین دلا رہا ہے۔ اور جاپان [illegible] کی پیدائش کا پتہ دے رہا ہے [illegible] میں ایک دفعہ ایسی بھی ہے جس کی رو سے جنگ کی مذمت کی گئی ہے [illegible] میں اہل جاپان سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ پوٹسڈم کے سمجھوتے کی شرائط کو پورا کریں۔ اور اس طرح جاپان کو اس قابل بنا دیں کہ وہ ایک باخلاق اور متمدن مملکت کی حیثیت سے اعتماد حاصل کرلے۔

یروشلم ۱۵ اگست۔ یروشلم میں جنرل پوسٹ آفس کی عمارت کو خالی کر دیا گیا۔ اور تمام اہل کار اور دوسرے لوگ یہاں سے فی الفور نکل گئے۔ کیونکہ پہلے ٹیلیفون پر اس مضمون کا پیغام موصول ہوا تھا۔ کہ عمارت کے نیچے ڈائنامیٹ رکھ دیا گیا ہے۔ پوسٹ آفس کی عمارت کے باہر پولیس اور آرمرڈ کاروں کا پہرہ مسلط کر دیا گیا ہے

یروشلم ۱۵ اگست۔ صیہونی کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دنیا بھر کے صیہونیوں کی کانگرس کا اجلاس یورپ کے کسی ملک میں منعقد کیا جائے۔ یہ اجلاس اسی سال نومبر کے مہینے میں ہوگا۔

لاہور ۱۵ اگست: مالکان اراضی کے دو حلقوں کے ضمنی انتخابات میں یونینسٹ پارٹی کے دو امیدوار کامیاب ہو گئے ہیں۔ نتائج حسب ذیل ہیں۔

مغربی پنجاب کے مالکان اراضی کا حلقہ۔

(۱) خان بہادر ملک رب نواز خان ٹوانہ ۴۰۶

مسٹر اللہ یار ٹوسن (مسلم لیگ) ۸۸

(۲) شمالی پنجاب کے مالکان اراضی کا حلقہ۔

خان بہادر میاں محمد حیات (یونینسٹ) ۱۸۴

سردار غلام عباس (مسلم لیگ) ۱۵۹

مسٹر محمد حیات (آزاد)

دہلی ۱۶ اگست:۔ آج ملک کے مختلف حصوں میں مسلم لیگ ڈے کے سلسلہ میں ہڑتال کلکتہ کے علاوہ سب مقامات پر نہایت پر امن طریق پر ہوئی۔ کلکتہ میں بلووں اور مظاہروں کے نتیجہ میں ۱۵ اشخاص ہلاک اور اڑھائی سو مجروح ہوئے۔ آخر فوج طلب کی گئی۔ بمبئی میں بھی احتیاطاً فوج کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا گیا تھا۔ لاہور میں ہڑتال نہایت پرامن طریق سے ہوئی۔ نواب صاحب ممدوٹ نے ایک پبلک جلسہ میں اپنا خطاب واپس کیا۔ اور طلباء کے ایک جلسہ میں تقریر بھی کی:۔